

ہفت وار رسالہ: 371  
WEEKLY BOOKLET: 371



امیر اہل سنت و اہل بڑے فہم اعدایہ کی کتاب ”عاشقانِ رسول کی 130 حکایات“  
سے ایک قسط

# روضہ رسول

کے بارے میں دلچسپ معلومات

21 صفحات

12

گنبد شریف کے مختلف رنگ

06

جالی مبارک کی تاریخ

17

مکہ نبوی میں کتنی محرابیں ہیں؟

11

سبز گنبد بنا؟

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو جلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ  
 أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## روضہ رسول کے بارے میں دلچسپ معلومات (۱)

**ذُعاے عطار:** یا اللہ کریم! جو کوئی 21 صفحات کا رسالہ ”روضہ رسول کے بارے میں دلچسپ معلومات“ پڑھ یا سن لے اُسے بار بار روضہ رسول کی باادب حاضری نصیب فرما اور اس کو ماں باپ سمیت بے حساب بخش دے۔ آمین بِحَاجَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

### دُرودِ پاک کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بے شک اللہ پاک نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت دی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے، کہتا ہے: ”فُلاں بن فُلاں نے آپ پر اس وقت دُرودِ پاک پڑھا ہے۔“ (مسند بزار، 4/255، حدیث: 1425)

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّد

سبز سبز گنبد ہر آنکھ کا نور اور ہر دل کا سرور ہے۔ ہر عاشقِ رسول اس بات کا تمنا کرتا ہے کہ وہ جیتے جی کم از کم ایک بار تو ضرور سبز سبز گنبد و مینار کے دیدارِ فرحت آثار سے شرفیاب ہو۔ مدینۃ المنورہ میں سب سے بابرکت بلکہ رُوئے زمین کی عظیم ترین زیارت گاہ روضہ رسول ہے۔ کسی عاشقِ رسول نے کتنا پیارا شعر رقم کیا ہے:

اعزازیہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو افلاک پہ تو گنبدِ نخضر انہیں کوئی

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّد

### سرورِ دو جہان کا مکانِ عرشِ نشان

مسجد النبوی الشریف میں مشرقی جانب وہ بُتْعہ نور واقع ہے جہاں مدینے کے تاجور،

①... یہ مضمون امیر اہل سنت وامت بزرگ اکرم العلیہ کی کتاب ”عاشقانِ رسول کی 130 حکایات“ صفحہ 266 تا 294 سے لیا گیا ہے۔

محبوبِ ربِّ اکبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلوہ گر ہیں، یہ وہی حُجرۃ مبارکہ ہے جسے مسجد النبیوی الشریف کی پہلی بار تعمیر کے وقت ہی سرکارِ عالی و قار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رہائش کے لئے تیار کیا گیا تھا اور یہیں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تقریباً 9 برس تک اپنے سر تاج، صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں حاضر رہیں، اسی بنا پر اسے حُجرۃ عائشہ بھی کہتے ہیں۔ گارے اور مٹی سے بنی دیواروں اور کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں کی چھت پر مُشتمل مختصر رقبے کا یہ گھر شاید اُس وقت مدینہ منورہ کی سادہ ترین عمارت تھی، اس مکانِ عالی شان کی چھت شریف کی بلندی قدِ آدم یعنی انسانی قد سے ایک ہاتھ (یعنی تقریباً آدھا گز زیادہ بلند) تھی۔ بعد میں اس کے اطراف میں ایسے ہی حُجرات مبارکہ دیگر ائمہ المؤمنین رضی اللہ عنہم کے لئے یکے بعد دیگرے تعمیر کئے گئے۔ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض مکانات جریدِ نخل یعنی کھجور کی صاف ٹہنیوں کے تھے، ان کو کمبل سے ڈھانپا ہوا تھا اور دروازے پر بھی کمبل کے پردے تھے۔ تمام مکانات قبلے کی طرف اور مشرق و شام کی جانب تھے، مغرب کی سمت کوئی مکان نہ تھا۔ بعض مکان کچی اینٹوں کے بھی تھے۔ (جذب القلوب، ص 97) جن عاشقانِ رسول کو اپنے مکان چھوٹے اور تنگ محسوس ہوتے ہیں ان کو چاہئے کہ سلطانِ دو جہان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکانِ عالی شان پر غور کر کے اپنے لئے صبر و تحمل کا سامان کریں۔

خُسرو کون و مکاں اور تواضعِ ایسی ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا

(ذوقِ نعت، ص 24)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

حُجرۃ مبارکہ میں وصال و تدفین

حبیبِ ربِّ ذُو الجلال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی حُجرۃ عائشہ میں

ظاہری وصال فرمایا، گھر کے جس حصے میں انتقال شریف ہوا وہی حصہ زمین آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر انور بننے اور جسم منور سے لپٹنے سے مشرف ہوا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی وفات شریف تک اسی حجرہ مقدّسہ میں مقیم رہیں۔

### شیخین کریمین کی حجرہ مظہرہ میں تدفین

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب وقتِ رخصت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو مدینے کے تاجور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ انور کے پاک در کے سامنے رکھ کر عرض کرنا: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا ابْنُ أَبِي بَكْرٍ بِالْبَابِ** ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ابو بکر حاضر در بار ہے۔“ اگر دروازہ مبارکہ خود بخود کھل جائے تو اندر لے جانا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ بعدِ رحلت حسبِ وصیت روضہ انور کے سامنے جنازہ مبارکہ رکھ کر جوں ہی عرض کیا گیا: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!** ابو بکر حاضر در بار ہے۔“ دروازے کا تالا خود بخود کھل گیا اور آواز آنے لگی: **أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَتَائِقٌ** دوست کو دوست سے ملا دو کہ دوست کو دوست کا اشتیاق (یعنی شوق) ہے۔“ (تاریخ ابن عساکر، 30/436۔ تفسیر کبیر، 7/433) چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پہلو (یعنی برابر) میں دفن کیا گیا اور قبر اس طرح کھودی گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مبارک سر حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک شانوں (یعنی بَرکت والے کندھوں) کے سامنے آتا تھا۔ پھر تقریباً 10 سال بعد جب امام العادلین، مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حجرہ مظہرہ کے اندر خلیفۃ المسلمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔

یا الہی! اپنے حضرات صدیق و عمر خیر دے دنیا کے اندر آخرت محمود کر

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلَی مُحَمَّد

حُجْرَةَ مَقَدَّسَهُ دُو حِصَّوْنَ مِیْن تَقْسِیْمِ تَهَا

تمام مسلمانوں کی پیاری پیاری امی جان، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حُجْرَةُ مُبَارَكَةٍ دُو حِصَّوْنَ مِیْن مُنْقَسِمٍ (یعنی تقسیم) تھا، ایک وہ حصہ جہاں بُجُورِ مُبَارَكَةٍ تھیں اور دوسرا وہ جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی رہائش تھی، دونوں حصوں کے درمیان ایک دیوار تھی، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر کے اُس حصے میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور میرے والد ماجد (رضی اللہ عنہ) آرام فرماتھے، اِس حال میں داخل ہو کر تھی کہ پردے کا کچھ خاص اہتمام نہ ہوتا تھا، میں کہتی تھی کہ ایک میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے میرے والد بزرگوار۔ جب ان کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو اللہ پاک کی قسم! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حیا کی بنا پر اِس طرح داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے جسم کو خوب اچھی طرح کپڑوں میں لپیٹا ہوا ہوتا تھا۔

(مسند امام احمد، 10/12، حدیث: 25718)

معلوم ہوا کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اِس امر میں کوئی شک نہ تھا کہ دنیا سے پردہ فرمالینے کے باوجود بھی صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور پیارے پدرِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے اپنے روضہ انور کے اندر رہتے ہوئے بھی مجھے دیکھ رہے ہیں اور یہی عقیدہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھا، جبھی تو آپ رضی اللہ عنہ کے روضہ اظہر میں دفن ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا حاضری دیتے وقت پردے کا خُصُوصی اہتمام فرمایا کرتی تھیں، حالانکہ قبروں کے پاس اِس طرح پردے کا حکم نہیں ہے۔

میری مدنی بیٹیاں یارب! سبھی پردہ کریں سنتوں کی خوب خدمت بہر صدیقہ کریں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلَی مُحَمَّد

شَیْخِیْن کَرِیْمِیْن کے بعد کوئی یہاں دفن نہیں ہوا

شَیْخِیْن کَرِیْمِیْن رضی اللہ عنہما کے بعد حجرہ مبارکہ میں کسی اور کی تدفین نہیں ہوئی، ذوالنورین، جامع القرآن، مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت اگرچہ مدینۃ المنورہ میں ہوئی لیکن ایک فسادی گروہ نے حجرہ پاک کے اندر آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین نہیں ہونے دی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جبکہ مولیٰ مشکل کشا، حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شہادت مدینۃ منورہ سے بہت دور کوفہ میں ہوئی لہذا آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین بھی حجرہ مطہرہ میں نہ ہوئی۔ جب نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین حجرہ مُقَدَّسَہ میں کرنے کی کوشش ہوئی تو اُس وقت مدینۃ منورہ کا گورنر مروان جو کہ اہل بیت کا مخالف تھا، مُسَلَّح ہو کر اڑے آیا چنانچہ خونیں تصادم سے بچنے کے لئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین جنت البقیع میں کر دی گئی۔

وہ حَسَنِ مَجْتَبِیِّ سَيِّدِ الْأَسْتِجَا رَأْبِ دُوشِ عَرَّتِ پَہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، ص 309)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلَی مُحَمَّد

حَجْرَہ مَبَارَکَہ کا دروازہ بند کر دیا گیا

صدیقہ بنت صدیق، محبوبہ محبوب رب العالمین، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور حجرہ مطہرہ کے دروازہ مبارکہ کے باہر ایک مضبوط دیوار کھڑی کر کے اُس میں داخلے کا راستہ بند کر دیا

گیا۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد وہ جگہ بھی خالی ہو گئی جہاں آپ رضی اللہ عنہا قیام پذیر تھیں، یوں اب حجرہ منورہ میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ قُرب قیامت میں حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام کا نُزول ہو گا اور بعدِ انتقال آپ علیہ السلام کی تدفین حجرہ پاک میں کی جائے گی۔

### حجرہ مبارکہ کی دیواروں کی تعمیر

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے دور میں مکانِ عالی شان کی دیواریں پتلی نہ تھیں، سب سے پہلے امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پتلی دیواریں تعمیر کروائیں، پھر پہلی صدی کے مُجدد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے پہلی صدی ہجری میں جب مسجدِ النبیؐ الشریف کی تعمیر نو کی تو سیاہ پتھروں سے (بغیر دروازے کے) دیواریں بنا کر حجرہ عائشہ کا اصلی رقبہ محفوظ کر دیا اور اس کے گرد پنج گوشہ (یعنی پانچ کونے والی) دیوار تعمیر کروادی جس میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔

### جالی مبارک کی تاریخ

”مقصودہ شریف“ لوہے اور پیتل کی اُس جالی مبارک کو کہا جاتا ہے جسے قبورِ مبارکہ کے اطراف میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی تعمیر کردہ پنج گوشہ (پانچ کونی) دیوار کے ارد گرد نصب کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے مصری سلطان زکُن الدین بَیبرس نے 668ھ میں لکڑی کی جالی مبارک بنائی تھی، اُس وقت اُس کی بلندی دو آدمیوں کے قد کے برابر تھی۔ پھر شاہ زین الدین کُتُبغا نے 694ھ میں اس کے اوپر مزید جالی بڑھادی جو چھت سے جا لگی۔ 886ھ میں آتشِ زَدّگی کے حادثے میں یہ جالی مبارک شہید ہو گئی تو سلطان قایتبائی نے لوہے اور پیتل کی جالیاں تیار کروائیں جن میں سے پیتل کی جالیاں جانبِ قبلہ

جبکہ لوہے کی جالیاں بقیہ تینوں اطراف میں نصب کی گئیں۔ مَقْصُورَہ (جال) شریف میں کئی دروازے ہیں: ایک قبلے کی دیوار میں جس کا نام بابُ الثَّوْبِ ہے، ایک مغربی دیوار میں جسے بابُ الْوُفُودِ کہتے ہیں، ایک مشرقی دیوار میں جس کا نام بابِ فَاطِمَہ ہے اور ایک شمالی جانب جسے بابُ التَّجْدِیدِ کہتے ہیں۔ بابِ فَاطِمَہ کے علاوہ تمام دروازے بند ہی رہتے ہیں، بابِ فَاطِمَہ بھی اسی وقت کھولا جاتا ہے جب کوئی گورنمنٹ کا مہمان یا وفد آئے، یہ لوگ اگرچہ مَقْصُورَہ شریف یعنی جالی مبارک میں داخل تو ہو جاتے ہیں لیکن پنج گوشہ دیوار کے اندر نہیں جاسکتے کیونکہ اس میں داخلے کا کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔ پنج گوشہ کے ارد گرد بڑے بڑے پردے آویزاں ہیں۔

### تین قبروں کی نقلی تصاویر

آج کل تین قبروں کی تصویر والے طُغْرے بازار میں بکتے ہیں، جس میں ایک قبر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دو قبریں شَيْخَيْنِ كَرِيمَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں، یہ جعلی (نقلی) ہیں کیوں کہ تینوں مبارک قبریں پنج گوشہ دیواروں کے اندر ہیں اور اندر حاضر ہونے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ جب ظاہری آنکھوں سے ان مبارک قبروں کی زیارت ممکن ہی نہیں تو یہ تصویریں کہاں سے اور کس طرح اتاری گئیں؟

بخیر و فراق میں جو یاد تازہ رہے ہیں اُن کو دکھادے مولیٰ میٹھے نبی کا روضہ

(وسائلِ بخشش، ص 299)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ❁❁❁ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی مُحَمَّدٍ

### روضہ انور پر گنبدِ اطہر کی تعمیر

حُجْرَہ مُبَارَکَہ پر پہلے کسی قسم کا گنبد نہ تھا، چھت پر صرف لُصْفِ قَدِ اَدَمِ (یعنی آدھے انسانی قد) کے برابر چار دیواری تھی تاکہ جو کوئی بھی کسی غَرَض سے مسجدِ النّبویّ الشریف کی

چھت پر جائے اُسے احساس رہے کہ وہ نہایت ادب کے مقام پر ہے اور کہیں بھول میں بھی اُس پر نہ چڑھے۔ یہاں یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ عباسی خلافت کے ابتدائی دور میں مُقتدر شخصیات کے مزارات پر گنبد بنانے کا سلسلہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بغداد شریف اور دمشق میں گنبد دینی شخصیات کے مزارات کا باقاعدہ حصہ بن گیا۔ بغداد شریف میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائض الانوار پر بھی گنبد سلجوقی سلطان ملک شاہ نے پانچویں صدی میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے بعد اس طرز تعمیر کو مضر میں خوب رواج ملا اور وہاں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سے مزارات پر گنبد بن گئے۔ جب قلاؤن خانہ کا دور آیا تو گنبد تقریباً تمام مسلم علاقوں میں عام ہو چکا تھا۔ مضر میں چونکہ یہ فن تعمیر بہت مقبول تھا اس لیے سلطان منصور قلاؤن نے جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی مرتبہ گنبد بنوانے کا فیصلہ کیا تو مصری معماروں کی خدمات حاصل کی گئیں جنہوں نے اپنے ہنر کو کام میں لاتے ہوئے 678 ہجری میں حجرہ مطہرہ پر لکڑی کے تختوں کی مدد سے خوبصورت گنبد بنایا۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت نے اس گنبد شریف کو ایسا حُسن بخشا کہ زائرینِ مدینہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔

ابھی تو عطا کر دے ہمیں بھی گھر دینے میں وسیلہ تجھ کو بو بکر و عمر، عثمان و حیدر کا

(وسائل بخشش، ص 404)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

بڑے اور چھوٹے گنبد شریف کی تعمیر

پہلا گنبد شریف تقریباً ایک صدی تک عاشقانِ رسول کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا رہا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے پلائے ہوئے لکڑی کے تختوں میں سے چند تختے ”ضعیف“ ہو گئے، چنانچہ سلطان الناصر حسن بن محمد قلاؤن نے گنبد شریف کی کچھ خدمت

کی، پھر بعد میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن محمد نے 765 ہجری میں مزید خدمت کی سعادت حاصل کی۔ ابھی ایک صدی اور گزری ہوگی کہ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ گنبد شریف کی وسیع بنیادوں پر ”خدمت“ یا تعمیر نو کی جائے اور ساتھ ہی اُس پنج گوشہ احاطے کی بھی ”تعمیری خدمت“ کی جائے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا تھا۔ سلطان اشرف قایتبائی نے اولاً اپنے ایک نمائندے کو اس کی تحقیقات پر مامور کیا۔ نمائندے کی رپورٹ کے مطابق حجرہ مطہرہ کی دیواروں کی ”خدمت“ کی اشد ضرورت تھی اور خاص طور پر پنج گوشہ شریف کی شرقی (EAST) دیوار کی بھی کہ اس میں کچھ دراڑیں پڑنی شروع ہو گئی تھیں۔ چنانچہ 14 شعبان المعظم 881 سن ہجری کو پنج گوشہ شریف کے متاثرہ حصے نکال لیے گئے، ساتھ ہی ساتھ حجرہ مطہرہ کی پُرانی چھت شریف بھی ہٹائی گئی اور شرقی جانب تقریباً ایک تہائی حصے پر چھت ڈال دی گئی جس سے یہ ایک تہ خانے کی مانند نظر آنے لگا، جب کہ باقی کے دو تہائی حصے پر چھت کی ترکیب نہیں کی گئی بلکہ اس کے اوپر تینوں مبارک قبروں کے سرہانوں کی جانب مُنَفَّش پتھروں سے بنا ہوا ایک چھوٹا سا مگر عظمت میں بہت بڑا گنبد حجرہ پاک پر تعمیر کر دیا گیا، اُس کے اوپر سفید سنگ مرمر لگایا گیا اور پیتل کا ہلال (چاند) نصب کر دیا گیا۔ اس کے اوپر مسجد النبیؐ الشریف کی چھت کو مزید بلند کر دیا گیا تاکہ یہ چھوٹا گنبد اپنے ہلال (چاند) سمیت مسجد کریم کی چھت شریف کے نیچے آجائے۔ پھر اس کے اوپر بڑا گنبد شریف تعمیر کیا گیا۔ 17 شعبان شریف 881 ہجری کو حجرہ مطہرہ کی ”خدمت“ اور تعمیر نو کا کام شروع ہوا اور دو ماہ میں مکمل ہوا، یہ کام 7 شوال شریف 881 ہجری کو ختم ہوا۔ سلطان قایتبائی مؤرخہ 22 ذوالحجہ شریف 881ھ کو مدینۃ المنورہ حاضر ہوئے اور انہوں نے اسی مقام سے حاضری دی جہاں سے عوام الناس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں (یعنی جانی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر مواجہہ شریف کے سامنے سے)۔ جب انہیں

جالی مبارک کے اندر داخل ہونے کی عَرَض کی گئی تو فرمانے لگے: میں اس قابل کہاں! اگر ممکن ہو تا تو میں مُواجِہہ شریف سے بھی دُور کھڑے ہو کر سلام عرض کرتا۔

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابل منہ دکھانے کے

مگر اُن کا کرم ذَرّہ نواز و بندہ پزور ہے

(ذوقِ نعت، ص 250)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

مُؤَدِّنِ پَر دُورِ اِنِ اِذَانِ آسْمَانِي بَجَلِي گری

13 رَمَضَان شریف 886 ہجری کو آسمانِ مدینہ کا مطلعِ ابر آلود تھا، مؤدِّن صاحب

حسبِ معمول مینارہٴ رئیسِیہ پر اذان دینے کی عَرَض سے چڑھے ہی تھے کہ اچانک ان پر بجلی گری، مؤدِّن صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے اور مینارہٴ رئیسِیہ مسجدُ النبیّی الشریف کی جانب گر پڑا، مسجدِ کریم میں آگ بھڑک اٹھی، ناگہانی آگ کی لپیٹ میں آکر اور بھگدڑ وغیرہ میں مزید دس آدمی فوت ہوئے، آگ اور منارے کے گرنے سے گنبد شریف کو بھی ”صدمہ“ پہنچا اور کچھ مُکبّہ حُجرہٴ مُطہَّرہ کے اندر بھی حاضری کے لئے جا پہنچا، تاہم حُجرہٴ شریفہ ”صدمے“ سے محفوظ رہا، اگرچہ فوری نوعیت کی ”تعمیری خدمت“ تو کروادی گئی مگر مکمل تفصیلات کے ساتھ سلطان قابیبتائی کو 16 رَمَضَان شریف کو قاصد کے ذریعے پیغام بھیج دیا گیا۔ سلطان نے مضر سے ضروری سامان اور ایک سو سے زیادہ مغمار، کاربگر اور مزدور مدینۃُ النورہ روانہ کر دیئے۔ کام شروع کر دیا گیا، باہر والا گنبد شریف جس کو بہت زیادہ ”صدمہ“ پہنچا تھا مکمل طور پر ہٹالیا گیا، سلطان قابیبتائی کے حکم سے 892 سن ہجری میں باہر کی جانب ایک نیا گنبد شریف تعمیر کیا گیا جو کہ صدیوں تک قائم رہا۔

## سبز گنبد کب بنایا

کسی ضرورت کی وجہ سے ترکی سلطان محمود بن عبد الحمید خان نے سلطان قایشائی کا بنوایا ہوا گنبد شریف شہید کروا کر 1233 ہجری میں دوبارہ گنبد تعمیر کروا دیا۔ 1253ھ مطابق 1837ء میں اسے سبز رنگ کر دیا گیا اور اس کے سبز رنگ کی وجہ سے اسے گنبدِ خضرا کہا جاتا ہے۔ اس میں 67 روشن دان ہیں، جن میں سے کچھ تو گول شکل کے ہیں اور باقی مُستطیل (یعنی لمچورس) ہیں۔

گنبدِ خضرا خدا تجھ کو سلامت رکھے دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بھالیتے ہیں

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

### دونوں گنبدوں میں ایک چھوٹا سا سوراخ رکھا گیا

نچلے گنبد شریف کے اوپر ایک ایسا سوراخ رکھا گیا ہے جس سے قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی، اس پر ایک باریک جالی لگائی گئی ہے تاکہ اس میں کبوتر وغیرہ داخل نہ ہو سکیں۔ اور بالکل اسی طرح اس کے عین اوپر گنبدِ خضرا میں جنوب کی سمت ہلال (چاند) کے نیچے بھی سوراخ رکھا گیا تھا، جب کبھی قحط کا سامنا ہوتا اہلِ مدینہ اس روزن (سوراخ شریف) کو کھول دیا کرتے تھے، جو نہی دھوپ کی کرنیں حجرہ مُطہرہ کے اندر حاضری کی سعادت پاتیں، باڈل پانی لیکر حاضر ہو جاتے اور اہلِ مدینہ کے لیے خوب بارانِ رحمت برساتے۔ اب اسے بند کر دیا گیا ہے۔

باڈل گھرے ہوئے ہیں بارش برس رہی ہے گلتا ہے کیا سُہانا بیٹھے نبی کا روضہ

(وسائلِ بخشش، ص 299)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

## گنبد شریف کے مختلف رنگ

گنبد شریف کے مختلف ادوار میں مختلف رنگوں کی وجہ سے اسے ان رنگوں کی نسبت سے شہرت رہی ہے، مثلاً جب اس کا رنگ سفید تھا تو اسے ”قُبَّةُ الْبَيْضَاء“ کہتے، جب نیلا رنگ ہو تو اسے ”قُبَّةُ الْاَزْرَقَاء“ کہنے لگے اور پھر 1253ھ مطابق 1837ء سے اب تک یہ سبز رنگ کی وجہ سے ”قُبَّةُ الْاَخْضَرَاء“ (یعنی سبز گنبد) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نہایت دلاویز، بہت ہی پیارا اور عاشقانِ رسول کی آنکھوں کا تارا ہے، دنیا بھر کے عاشقانِ رسول اس سے بے حد محبت کرتے ہیں اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دنیا بھر کی بے شمار مسجدوں کے گنبد ”گنبدِ خضرا“ کی یاد میں سبز رنگ کے بنائے جاتے ہیں۔ بعض مساجد پر تو گنبدوں کی شکل و شبہت اور سبز رنگت میں کافی مشابہت (یعنی یکسانیت) دیکھی جاتی ہے جس کی ایک مثال بابری چوک کراچی میں واقع مسجد کُنز الایمان پر بنا ہوا سبز گنبد ہے۔

کیسا ہے پیارا پیارا یہ سبز سبز گنبد کتنا ہے میٹھا میٹھا میٹھے نبی کا روضہ  
(وسائلِ بخشش، ص 298)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ مُحَمَّد

## مسجدِ نبوی کے 8 ستونِ رحمت

مسجدِ النبوی الشریف کے رحمتوں بھرے آٹھ ستونوں کو خصوصی فضیلت حاصل ہے، ان پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں اور رَوْضَةُ الْجَنَّةِ (یعنی جنت کی کیاری) کے اندر 6 ستونوں کی زیارت ممکن ہے، دو ستون چونکہ اب حجرہ مطہرہ کے اندر ہیں لہذا ان کی زیارت مشکل ہے۔ ستون کو عربی میں ”اُسْطُوَانَه“ کہتے ہیں۔ آٹھوں اُسْطُوَانَات کی تفصیل یہ ہے:

### (1) اُسْطُوَانَةُ حَتَّانَه

یہ ستون رحمت سیدھی جانبِ محرابِ نبوی سے بالکل ملا ہوا ہے۔ ”منبرِ منور“ بننے

سے پہلے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبرِ اطہر بنایا گیا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ تنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق (یعنی جدائی) میں پھٹ گیا اور چنچیں مار کر رونے اور گابھن (یعنی حاملہ) اونٹنی کی طرح چلانے لگا، یہ حال دیکھ کر تمام حاضرین بھی بے اختیار رونے لگے۔ سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبرِ منور سے اتر کر اُس کھجور کے تنے پر دستِ انور پھیر کر فرمایا: ”تُو چاہے تو تجھے تیری جگہ چھوڑ دوں جس حالت میں تو پہلے تھا، اگر تو چاہے تو جنت میں لگا دوں تاکہ جنتی تیرا پھل کھاتے رہیں،“ لمحے بھر کے بعد سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اِس نے جنت اختیار کی۔“ اسی رونے کی وجہ سے اُس تنے کا نام ”ختانہ“ پڑ گیا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ واقعہ سنتے تو خوب روتے اور فرماتے: اے لوگو! جب کھجور کا ایک بے جان تنہا فراقِ رسول میں رو سکتا ہے تو کیا تم نہیں رو سکتے؟ (دفاء الوفاء، 1/388:389:390:439)

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ❁❁❁ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿2﴾ اُسٹوانہ عائشہ

یہ سُنونِ رحمتِ روضہ انور سے تیسرے نمبر پر ہے اور منبرِ منور سے بھی تیسرے نمبر پر۔ رحمتِ آتام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کئی اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہاں بارہا نماز پڑھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں اکثر تشریف رکھا کرتے تھے۔ (دفاء الوفاء، 1/441)

اگر لوگوں کو پتالگ جائے تو قرعہ اندازی کریں

تمام مسلمانوں کی پیاری پیاری امی جان، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ خوشگوار بیان کیا: ”مسجد النبوی

الشریف میں ایک جگہ بہت زیادہ باہرکت ہے، اگر لوگوں کو علم ہو جائے تو انہیں وہاں نماز پڑھنے کے لیے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے!“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ جگہ دریافت کرنا چاہی مگر انہوں نے بتانے سے پہلو تہی کی، بعد ازاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر انہوں نے جگہ کی نشاندہی فرمادی جس پر موصوف فوراً وہاں پہنچے اور نفل پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اُس سنُونِ رحمت کا علم ہو گیا۔ اسی وجہ سے اسے ”اُسْطُوَانَةُ عَائِشَةَ“ کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ جگہ ذُعا کی قبولیت کے لیے خُصُوصی اہمیت رکھتی ہے۔

(دعاء الوفاء، 1/440)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

### ﴿3﴾ اُسْطُوَانَةُ تُوْبَةٍ

یہ سُنُونِ رحمتِ قبرِ انور سے دوسرے اور منبرِ منور سے چوتھے نمبر پر ہے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر یہاں نفل ادا فرماتے تھے۔ مسافر یا مہمان بھی یہاں آکر ٹھہرتے تھے۔ اسی جگہ تشریف فرما ہو کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقراء و مساکین حضرات میں قرآن کریم کی تعلیم اور اسلامی احکام کی تربیت فرماتے تھے۔

اس سُنُونِ رحمت کا دوسرا نام ”اُسْطُوَانَةُ اَبُو لُبَابَةَ“ ہے۔ بَعْضِ قُبُولِ تُوْبَةٍ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اسی سُنُونِ رحمت کے ساتھ بندھو ادا کیا تھا اور قسم کھالی تھی کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے آزاد نہیں فرمائیں گے نہ اس قید سے نکلوں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا، انہیں صُرف نمازوں اور طبعی حاجتوں کے لئے کھولا جاتا، وہ تقریباً سات دن بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا، پھر اللہ پاک نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اپنے دست

پُرَانُوَار سے کھولا۔ (وفاء الوفاء، 1/442، 445)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

### ﴿4﴾ اُسْطُوَانَةُ الشَّرِيْرِ

یہ سُتُوْنِ رَحْمَتِ اُسْطُوَانَةُ تُوْبَةِ كِي مَشْرِقِي جَانِبِ جَالِي مَبَارَك سے ملا ہوا ہے۔ جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اعتکاف کے لئے مسجدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ میں قیام فرماتے تو کبھی اسی جگہ سریر یعنی چارپائی بچھاتے جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ اور اکثر رات کو حَصِيرِ یعنی چٹائی پر استراحت (یعنی آرام) فرماتے۔ (وفاء الوفاء، 1/447۔ جذب القلوب، ص 93)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

### ﴿5﴾ اُسْطُوَانَةُ الْحَرَسِ

اسے اُسْطُوَانَةُ الْحَرَسِ اور ”اُسْطُوَانَةُ عَلِي“ بھی کہتے ہیں۔ حضرت مولا علیؑ مشکل کشا شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اکثر یہاں نوافل ادا فرماتے اور راتوں کو محبوبِ باری صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پہرے داری کی خدمات انجام دیتے۔ (وفاء الوفاء، 1/448، 449)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

### ﴿6﴾ اُسْطُوَانَةُ وُفُوْدِ

یہ سُتُوْنِ رَحْمَتِ اُسْطُوَانَةُ الْحَرَسِ كے پیچھے واقع ہے۔ جب کبھی گِرد و نَوَاح سے وُفُوْدِ عَرَبِ قَبُولِ اِسْلَامِ كیلئے دربارِ رسالت میں حاضر ہوتے تو ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر اسی مقام پر تشریف فرما ہو کر اُن کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے اور صحابہ کبار علیہم السلام اِزْدِگَر دُہِٹھتے۔ (وفاء الوفاء، 1/449)

اِكْ سَمْتِ عَلِي اِكْ سَمْتِ عُمَرُ، صِدِّيقِ اِدْهَرِ عَثْمَانِ اِدْهَرِ

ان جگمگ جگمگ تاروں میں، مہتاب کا عالم کیا ہوگا

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

### ﴿7﴾ اُسٹوانہ جبرائیل

حضرت جبرائیل علیہ السلام اکثر نبیوں کو وحی لے کر نازل ہوتے۔ یہ ستون مبارک سپیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پاک سے متصل اور ”صفہ شریف“ کے ٹھیک سامنے یعنی قبلے کی سمت سبز جالی مبارک کے اندر ہے۔ (جذب القلوب، ص 94)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

### ﴿8﴾ اُسٹوانہ تہجد

یہاں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا تہجد ادا فرمائی ہے، یہ ستونِ رحمت ”صفہ شریف“ کے سامنے جانبِ قبلہ حجرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیچھے جانبِ شمال سبز جالیوں کے اندر ہے۔ (وفاء الوفاء، 1/452) باہر قرآن پاک رکھنے کی الماریوں کے سبب زیارت مشکل ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

### دیگر ستون بھی متبرک ہیں

مسجدِ نبوی شریف کے متعدد گھر آٹھ ستونِ رحمت بے شک افضل ترین ہیں مگر دیگر ستون مبارک بھی بلکہ ساری ہی مسجد شریف متبرک ہے۔ قدیم مسجدِ نبوی کے ہر ہر ستون پر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک نظر پڑی ہے اور کوئی بھی اُسٹوانہ (یعنی ستون) ایسا نہیں جہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نماز نہ پڑھی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دیکھا ہے کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف سبقت کرتے یعنی جلدی جلدی پہنچتے تھے۔ (بخاری، 1/187، حدیث: 503)

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زارو! کُرسی سے اونچی کُرسی اسی پاک گھر کی ہے  
(حدائقِ بخشش، ص 217)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

رَوْضَةُ الْجَنَّةِ (جنت کی کیاری)

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارکہ (جس میں سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزارِ پُر انوار ہے) اور منبرِ نور بار (جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کا درمیانی حصہ جس کا طول (یعنی لمبائی) 22 میٹر اور عرض (چوڑائی) 15 میٹر ہے۔ رَوْضَةُ الْجَنَّةِ یعنی ”جنت کی کیاری“ ہے۔ چنانچہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَهَيْبَتِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ یعنی میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بخاری، 1/402، حدیث: 1195) عام بول چال میں لوگ اسے ”ریاضُ الْجَنَّةِ“ کہتے ہیں مگر اصل لفظ ”رَوْضَةُ الْجَنَّةِ“ ہے۔

یہ کیاری کیاری ترے خانہ باغ کی سرداس کی آب و تاب سے آتشِ ستر کی ہے  
(حدائقِ بخشش، ص 211)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ﷺ صَلَّى اللهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مَحْرَابِ نَبَوِيْ

مسجدُ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ میں تادم تحریر چار محرابیں اپنے انوار لٹار ہی ہیں: ﴿1﴾ محرابِ النَّبِيِّ ﴿2﴾ محرابِ عثمانی ﴿3﴾ محرابِ تہجد ﴿4﴾ محرابِ سلیمانی۔ یہاں صرف محرابِ النَّبِيِّ کا ذکر کیا جاتا ہے: تجویلِ قبلہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) کا حکم نازل ہونے کے بعد 14 یا 15 روز تک امامِ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدُ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ میں سُنْتُوْنَ عَائِشَةَ کے سامنے کھڑے ہو کر امامت فرماتے رہے پھر 15 شعبان شریف 2ھ کو ”سُنْتُوْنَ حَتَّانَةَ“ کے مقام کو شرفِ قیام سے مُشْتَرَفِ فرمایا، یہ محرابِ شریفِ اسی جگہ پر کعبہ مُشْتَرَفِہ کے ”میزابِ رحمت“ کی سمت

بنی ہوئی ہے۔ حضورِ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے دورِ زَریں میں محراب کی موجودہ علامت رائج نہیں تھی اس کو پہلی صدی کے مُجدد، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے 88 ہجری (706ء) میں ایجاد کیا اور یہ وہ ”پدعتِ حسنہ“ ہے جسے تمام اُمت نے قبول کیا اور اب دُنیا بھر کی مساجد کی طاق نما محرابیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایجادِ مبارک سے برکتیں لئے ہوئے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی سیکھنے کو ملی کہ دورِ صحابہ میں کسی چیز کا نہ ہونا اُسے ناجائز نہیں کر دیتا، جیسے یہی مروجہ محراب، سنگِ مرمر کے منبر، مساجد پر گنبد و مینار، سبز سبز گنبد و مینار، قبورِ اولیا پر عمارت و گنبد، ختمِ بخاری، مانک پر اذان و خطبہ، اذان سے قبل دُرود شریف پڑھنا، ہر سال جشنِ ولادت کی دُھوم دھام، گیارہویں شریف، اعراسِ بُزرگانِ دین وغیرہ وغیرہ۔

محراب و منبر اور وہ ہریائی جالیاں اور مسجدِ حبیب کا جلوہ نصیب ہو  
(وسائلِ بخشش، ص 119)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

### منبرِ رسول

دو فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم: (1) ﴿مَنْ بَرِيَ عَلَى حَوْضِيْ لَيْعَنِيْ مِثْرًا مِّنْ مِّرَّةٍ﴾ (بخاری، 1/403، حدیث: 1196) منبرِ شریف کا وہ گولا جسے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھا مارتے تھے، صحابہ کرام علیہم الرضوان (برکت کے لئے) اُس پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 1/196) (2) ﴿مَنْ بَرِيَ عَلَى تُوْدَةٍ مِّنْ تُوْدَةِ الْجَنَّةِ لَيْعَنِيْ مِثْرًا مِّنْ مِّرَّةٍ﴾ (وفاء الوفاء، 1/426) منبرِ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ میں واقع ہے۔

### اصل منبرِ منورِ لکڑی کا تھا

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے سب سے پہلا منبرِ منور 8 ہجری میں تیار کیا گیا

تھا، اُس کے تین زینے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبرِ مُطہّرہ پر رونق افروز ہوتے وقت تیسرے دَرَجے (یعنی زینے) پر بیٹھتے اور دوسرے دَرَجے پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبرِ مبارک کا طُول (یعنی لمبائی) دو ہاتھ، عَرْض (یعنی چوڑائی) ایک ہاتھ اور ہر زینے کی چوڑائی ایک بالشت تھی۔ (جذب القلوب، ص 90) درمیان والا حصّہ جس کے ساتھ تکیہ (یعنی ٹیک) لگاتے تھے وہ ایک ہاتھ لمبا اور جن حصّوں پر خُطبے کے لیے بیٹھتے وقت ہاتھ مبارک رکھتے تھے وہ ایک بالشت اور دو انگل اُونچے تھے۔ (دفاء الوفاء، 1/400، 402) منبرِ مُنَوَّرِ مبارک کے تینوں جانب پانچ لکڑیاں لگی ہوتی تھیں۔ منبرِ اُطہر کی یہ کیفیت حضورِ انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی اور حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا علیہم الرضوان کے زمانے میں بھی قائم رہی۔ (جذب القلوب، ص 90) موجودہ دور کے سنگ مرمر کے منبر ”دورِ صحابہ“ میں نہ ہونے کے باوجود جائز ہیں۔

چھپ چھپ کے دیکھوں منبرِ اقدس کی پھر بہار

شاید کبھی تو شاہ کا جلوہ نصیب ہو (وسائیل بخشش، ص 119)

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيب ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَي مُحَمَّد

مقام اذانِ بلال کی نشاندہی نہیں ہو سکتی

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! مسجد النبوی الشریف کے اندر جنت کی کیاری میں موجود منبر شریف کے عین سامنے آٹھ ستونوں پر قائم سنگ مرمر کا خوبصورت چبوتر ہے، اسے ”کمپریہ“ کہتے ہیں، اسی پر کھڑے ہو کر اذان و اقامت کہی جاتی ہے۔ یہ یاد رہے! اس جگہ پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اذان دینا ثابت نہیں۔ (حجّوئے مدینہ، ص 518 طہص) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کہاں کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے اب اُس جگہ کی نشاندہی دشوار ہے،

اس کی تاریخ ملاحظہ ہو: احکام اذان کے نفاذ کے بعد شروع شروع میں حضرت بلال ابن رباح رضی اللہ عنہ مسجد النبوی الشریف کے قریب واقع ایک اونچے مکان کی چھت پر تشریف لے جا کر اذان دیا کرتے تھے مگر اس کے بعد ان کے لیے لکڑی کا ایک اسٹول بنوایا گیا تھا جس پر کھڑے ہو کر وہ اس وقت تک اذان دیتے رہے جب تک کہ وہ عازم دمشق نہیں ہوئے۔ اس اسٹول کو حجرۃ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کی چھت پر رکھ دیا گیا تھا جس پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی تھی۔ اس کے بعد آل عمر فاروق نے اسے سیڑھا حضرت بلال ابن رباح حبشی رضی اللہ عنہ کے تئیرک اور آثار کے طور پر سنبھال لیا تھا جو کہ صدیوں تک محفوظ رہا۔ قُطُب الدین حنفی (متوفی 990 ہجری) اپنی تاریخ مدینہ میں تصدیق کرتے ہیں کہ ان کے ایام میں بھی وہ اسٹول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے آثار کے طور پر محفوظ تھا پھر جب دار آل عمر کو ایک مدرسہ میں تحویل کر دیا گیا تب بھی وہ مُتَبَرِّک آثار قائم و دائم رہا لیکن بیسویں صدی کے شروع میں وہ گوشہ گمنامی میں چلا گیا۔

### صَفَّہ شَرِیْف

صَفَّہ سائبان اور سائے دار جگہ کو کہتے ہیں۔ مسجد النبوی الشریف میں باب جبرائیل علیہ السلام سے داخل ہوں تو کچھ قدم چلنے کے بعد سیدھے ہاتھ کی جانب صَفَّہ شریف اپنے جلوے لٹا رہا ہے۔ صفہ زمین سے آدھا میٹر بلند ہے جبکہ اس کی لمبائی 12 میٹر اور چوڑائی 8 میٹر ہے اور اس کے اطراف میں تقریباً دو فٹ اونچی بیٹیل کی جالی کا خوبصورت حصار (یعنی جنگلہ) بنا ہوا ہے، یہاں زائرین تلاوت قرآن میں بھی کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں فقراء مُہاجرین صحابہ کرام علیہم السلام کا ایک گروہ اسلامی تعلیم کے حصول اور تظہیرِ قلوب (یعنی دلوں کی پاکیزگی کے حصول) کی خاطر صبح وشام قیام پذیر رہتا تھا۔

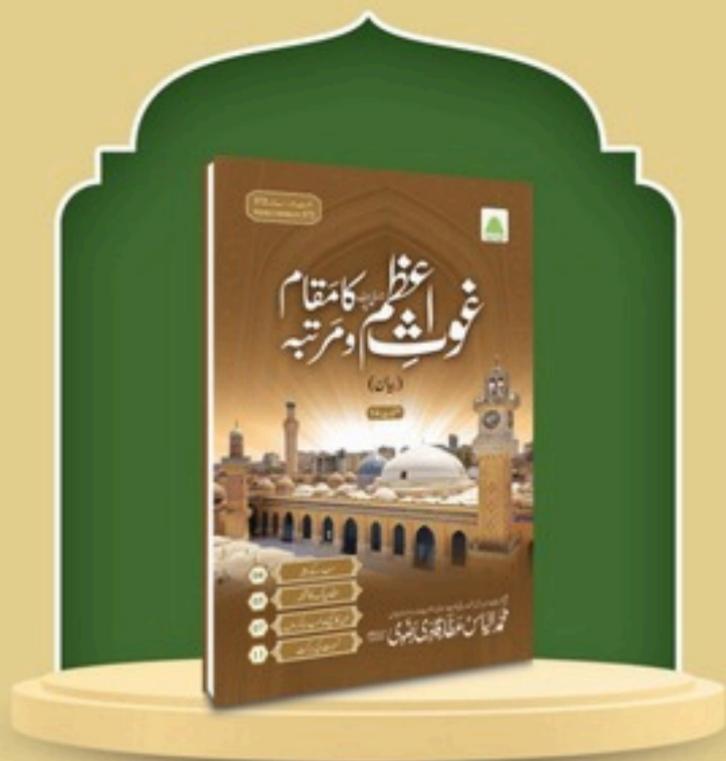
ان کی تعداد 70 اور 400 کے درمیان رہی ہے۔ تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کہیں سے صدقہ حاضر کیا جاتا تو اصحابِ صفہ علیہم الرضوان کے یہاں بھجوا دیتے اور اگر کہیں سے ہدیہ (یعنی تحفہ و نذرانہ) حاضر خدمت ہوتا تو خود بھی تناول فرماتے اور اصحابِ صفہ علیہم الرضوان کو بھی شریک فرما لیتے۔ علمِ دین کے یہ شائقینِ نہایت سادہ اور غریب و مسکین ہوا کرتے تھے انہیں میں سے ایک مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے 170 اصحابِ صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فقط تہبند تھا یا کمبل جسے اپنی گردن میں باندھ کر لٹکا لیتے تھے اور وہ بھی اس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اسے تھامے رہتے کہ کہیں ستر گھل نہ جائے۔ (بخاری، 1/169، حدیث: 442) سیدنا محمد رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے: قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کہ میں بسا اوقات بھوک کی شدت کے باعث اپنا شکم (یعنی پیٹ) اور سینہ زمین پر لگا دیتا اور بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تاکہ سیدھا کھڑا ہو سکوں۔ (بخاری، 4/234، حدیث: 6452) جنابِ رحمۃ اللعلیمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان علمِ دین کے عاشقین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے وجد آفرین کلمات سے نوازتے ہوئے اُن سے فرمایا: ”اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ رب کائنات نے تمہارے لئے کیسے کیسے انعامات تیار کر رکھے ہیں تو تم تمنا کرتے کہ کاش! فُتْر وفاتے کا یہ سلسلہ اور طویل ہو جائے۔“ (ترمذی، 4/162، حدیث: 2375)

جُتُو میں کیوں پھریں مال کی مارے مارے ہم تو سرکار کے ٹکڑوں پہ پلا کرتے ہیں

(وسائلِ بخشش، ص 144)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ❀❀❀ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

اگلے ہفتے کا رسالہ



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

+92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net